جناب ڈاکٹر اجمل نیازی
معروف کالم نگار وصحافی

مولانا سمیع الحق کے نام خط

دفاع پاکستان کونسل کے مرکزی رہنما مولانا سمیع الحق کے نام دنیا بھر سے سینکڑوں معرف اور دانشور لوگوں کے لکھے گئے ہزاروں خطوط کا مجموعہ سات ضخیم جلدوں میں شائع ہوگیا ہے۔ مکتوب نگاروں کے نام اور خطوط کی تعداد سے مولانا کے روابط اور مقبولیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اتنی مضبوط کتابیں ہیں کہ انہیں بطور ہتھیار بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ویسے کتاب ایک موثر ہتھیار ہے۔ ایک معزز مولوی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے غالب کا یہ شعر پڑھا

کچھ تصویر بتاں کچھ حسینوں کے خطوط بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا

میں نے اپنے بائیں جانب بیٹھے مولانا طاہر اشرفی سے پوچھا کہ حسینوں کے خطوط کونسی جلد میں کس صفحے پر ہیں۔ طاہر اشرفی بڑے شرارتی انداز میں مسکرائے۔ چاروں طرف پھیلے ہوئے اپنے پیٹ مبارک پر مزے سے ہاتھ پھیرا مگر منہ سے کچھ نہ بولے جیسے وہ کہہ رہے ہوں کہ یہ خطوط میرے نام نہیں ہیں۔ اشرفی صاحب مست ہاتھی کی طرح ہیں۔ اور بالکل صحت مند ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ باقاعدہ ایکسر سائز کرتے ہیں اشرفی صاحب خوش باش ہیں۔ جناب منور حسن نے کہا کہ ہمیں تو ایسی ہی چیزیں پسند ہیں۔ انہوں نے میرے ساتھ مزاق کیا مگر اپنے آپ کو بھی شامل کیا۔ وہ بہت بے تکلف اور کمپلیکس فری آدمی ہیں۔ ان سے کھلم کھلا بات ہوسکتی ہے۔ مگر انداز مہذب ہونا چاہیے۔ وہ جماعت اسلامی کے امیر ہیں مگر امیر کبیر نہیں ہیں۔ ان سے تو برادرم لیاقت بلوچ، فرید پراچہ اور کئی دوست زیادہ امیر ہونگے۔ ورنہ میں نے تو کئی بہت غریب بھی امیر جماعت دیکھے ہوئے ہیں۔ اب تو چھوٹے موٹے امیر جماعت بھی بہت امیر کبیر ہوتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق بہادر آدمی ہیں۔ ایک جلد ان خطوط پر مشتمل ہے جو جہاد افغانستان کے حوالے سے ہے۔ وہ سوویت یونین کے خلاف تھے کہ انہوں نے افغانستان پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ اس جہادی صورتحال کو امریکہ نے استعمال کیا۔ تب امریکہ نے جہاد کو سپورٹ کیا۔ اب امریکہ جہاد کے بہت خلاف ہے۔ پاکستان کے ساتھ مل کر افغان مجاہدین اور سارے عالم اسلام سے مجاہدین نے ایک سپر پاور سوویت یونین کو شکست سے دوچار کیا اسے ٹکڑے ٹکڑے کیا امریکہ کا ایک فوجی بھی میدان جنگ میں نہ تھا۔ صورتحال ایسی بن گئی کہ امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور بن گیا اور عالم اسلام پر ظلم ڈھانے کی ابتدا ہوئی۔ نائن الیون کا جھوٹا ڈرامہ رچا کر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ افغان مجاہدین کو دہشت گرد بنا دیا۔ جہاد افغانستان کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا جس کی نتیجے میں امریکہ کا انجام بھی وہی ہوگا جو روس کا ہوا۔ روس کی

طرح ریاستوں میں بٹا ہوا امریکہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگا۔ امریکہ کو اب کوئی راستہ نہیں مل رہا۔ افغانستان کے ساتھ امریکہ نے پاکستان کو بھی اپنی سازشوں اور دہشت گردانہ کاروائیوں کا مرکز بنالیا۔ اکثر لوگ مولانا سمیع الحق کے شاندار مدرسے سے پڑھ کے گئے ہیں جنہیں امریکہ دہشت گرد کہتا ہے۔ طالبان کی حکومت چلی گئی مگر ان کی طاقت اور اتفاق قائم ہے۔ مولانا سمیع الحق بہادر مجاہد ہیں۔ انہوں نے ملاّ کو مرتبہ دیا اور محترم بنایا اور ملاّ سے مجاہدین کے سامنے آئے۔ انہیں دیکھ کے خیال آتا ہے کہ علامہ اقبالؒ نے یہ شعر کس آرزو میں ڈوب کے لکھا تھا۔

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن ملاّ کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

شہید اسامہ بن لادن کے ساتھ جو طالبان کے لیڈر ملاّ عمر نے کیا اور پھر جو پاکستان کے حکمران وزیراعظم گیلانی نے کیا۔ وہ مجاہدانہ اور غلامانہ اظہار کی دو تصویریں ہیں۔ طالبان لیڈر نے اپنی حکومت لٹادی اپنا ملک برباد کروالیا مگر اپنے مہمان کی حفاظت کی۔ پاکستان کے حکمران نے ایبٹ آباد میں اسامہ کے لئے امریکی فراڈ کی حمایت کی۔ امریکہ کو مبارکباد کا خط لکھا۔ مولانا سمیع الحق پہلے روس کے خلاف تھے اب امریکہ کے خلاف ہیں۔

کچھ بے غیرت ایسے پاکستان میں ہیں کہ پہلے وہ روس کے ایجنٹ اور غلام تھے اب امریکہ کے ایجنٹ اور غلام ہیں وہ افغانیوں حقانیوں اور پاکستانیوں کے خلاف ہیں۔ جو جہاد میں یقین رکھتے ہیں۔ فریڈم فائٹر ہیں حریت پسند ہیں مجاہدین ہیں۔ مولانا سمیع الحق کے مدرسے کا نام بھی حقانیہ مدرسہ ہے۔ آجکل امریکہ طالبان کے اتنا خلاف نہیں جتنا حقانیوں کے خلاف ہے۔ امریکہ افغانون کے تو بہر حال خلاف ہے۔ کبھی طالبان کی مخالفت اور کبھی حقانی گروپ کی مخالفت۔ ایک حسین حقانی امریکہ نے پال رکھا ہے مگر وہ پاکستان کے خلاف کام تو آتا ہے مگر حقانیوں کے نام سے ہی اس کی پریشانیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مولانا نے اپنے مجاہدانہ اور دلیرانہ کردار کی وجہ سے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ امریکہ انہیں کسی صورت برداشت نہیں کرتا۔

اتنی زبردست تقریب میں مقررین نے مولانا کے کردار کے اسی انداز پر گفتگو کی۔ دفاع پاکستان کونسل اصل میں پاکستان کو امریکی استعمال سے بچانے کی ایک کوشش ہے۔ امریکہ دفاع پاکستان کونسل کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں۔ حافظ سعید کے خلاف بھی اسی لئے ایک احمقانہ اور بزدلانہ کاروائی کا اعلان کیا ہے۔ وہ سٹیج پر مولانا سمیع الحق کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ہال میں کچھ امریکی ایجنٹ بھی موجود تھے۔ ایک کروڑ ڈالر کا لالچ بھی ایک مجاہد مرد کے خلاف اٹھ کے بولنے کی جرات نہ دے سکا وہ جو سامنے بیٹھا ہے۔ اس کے لئے اتنا بڑا انعام، امریکہ کی ذہنی حالت کی غریبی کا غماز ہے۔ وہ سامنے ہے بلکہ امریکہ کے آمنے سامنے ہے۔ امریکہ پاکستانی حکمرانوں سے نہیں ڈرتا۔ وہ ان لوگوں سے ڈرتا ہے جنہیں ڈر کے دہشت گرد کہتا ہے۔ یہ مجاہدین ہیں۔ ایک پاگل امریکی وزیر دفاع رمزفیلڈ نے کہا تھا کہ ہم صرف ان سے ڈرتے ہیں جو اپنا دل وجاں عشق رسول ﷺ کی دھڑکنوں میں لئے پھرتے ہیں۔ جو موت سے نہیں ڈرتے اور زندگی سے اس لئے پیار کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے راہ میں قربان ہونے کے کام آئے۔ علامہ اقبالؒ کی ایک نظم میں

شیطان اپنے شتونگڑوں سے کہتا ہے۔

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

یہ نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں " مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے"

امریکہ آج کا شیطان بزرگ ہے۔ اس کے شتونگڑے ہر کہیں بکھرے ہوئے ہیں۔

مولانا سمیع الحق بچوں کو علم دیتے ہیں اور جذبہ بھی دیتے ہیں۔ ایک ہاتھ میں قرآن ایک ہاتھ میں جھنڈا۔ وہ پاکستان کو عالم اسلام کا لیڈر سمجھتے ہیں۔ اصل میں مجاہدین تو غزوہ ہند کے لئے تیاریوں میں ہیں۔ جو آخری جنگ ہوگی جس میں حضور ﷺ بذات خود شریک ہونگے اور جس میں حق غالب آئے گا اور باطل ہمیشہ کیلئے برباد ہو جائے گا۔ امریکہ کی چالوں سے بصیرت اور جرات والے مولانا سمیع الحق جیسے عالم دین اور سچے مجاہد ڈرنے والے نہیں۔ اب امریکہ نے بلوچستان میں سٹنگر میزائل بھی پہنچا دیئے ہیں جسکے استعمال سے مجاہدین نے روس کو شکست دی تھی۔ بلوچستان میں سٹنگر میزائل چلائے گا کون؟ مجاہدین ہر ایسے ہتھکنڈے سے واقف ہیں۔ بلوچستان میں پاک فوج بھی ہے۔ جس نے روس کو افغان مجاہدین اور مجاہدین کے ساتھ مل کے شکست دی تھی۔ جنرل کیانی نے کہا ہے کہ ہم نظریہ پاکستان پہ یقین رکھ کر ہی سرخرو ہو سکتے ہیں۔ ہم مولانا کی جرأتوں کو اسلام کرتے ہیں۔ امریکہ کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔ وہ جذبہ جہاد کو مٹانا چاہتا ہے۔ سچے مسلمان کے اندر سے اللہ سے محبت عشق رسول ﷺ اور جذبہ جہاد کبھی ختم نہیں کر سکے گا۔ پاکستان میں امریکہ سے زیادہ امریکہ کے زرخرید غلام اور ایجنٹ اس مشن پر ہیں۔ اللہ انہیں خوار کریگا۔ میں نے ابھی جہاد افغانستان کے حوالے سے مولانا کو لکھے گئے خطوط کا مطالعہ کیا ہے۔ یہ صرف خطوط کا مجموعہ نہیں۔ مختلف موضوعات پر مولانا کے تجزیے اور تبصرے بھی اس میں شامل ہیں۔ یہ مولانا کی آٹوگرافی بن گئی ہے۔ ان کے کردار عمل کی جھلکیاں بھی روشنی کی طرح جھلملاتی ہیں مجھے یقین ہے کہ علامہ اقبالؒ اور قائداعظم بھی اس دور میں ہوتے تو وہ بھی مولانا کو خط لکھتے۔ مولانا کو جس نے چند سطروں کا خط بھی لکھا ہے۔ وہ بھی کتاب میں موجود ہے۔ خط بڑی خوبصورت ثقافت کا مظہر ہے۔ آج ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کتاب کی اہمیت کو کم نہیں کر سکا تو موبائل فون اور ایس ایم ایس خطوں کی روایت کو کیسے ختم کر سکے گا۔ یہ کتاب آج کے دور میں شائع ہوئی ہے۔ موثر اور جامع ہے۔ میرے پاس بھی خطوط کے ڈھیر ہیں اور آج بھی محفوظ ہیں میں آج بھی کئی خط پڑھتا ہوں۔ سرشار ہوتا ہوں بے قرار ہوتا ہوں اور لطف لیتا ہوں۔ مگر مولانا کے لکھے گئے خطوط ایک پوری تاریخ ہے۔ خطوط کی اس کتاب کے بعد جو سات جلدوں پر مشتمل ہے۔ مولانا کے بارے میں مزید کسی کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ مولانا کے بارے میں یہ جاننے کیلئے خطوط ہی کافی ہیں مگر ان خطوط کیلئے بھی کتاب ہونا چاہیے۔ جو مولانا نے لوگوں کو لکھے وہ بھی مولانا کی شخصیت کو سمجھنے کیلئے ضروری ہیں۔ میرا ایک شعر ہے مگر نجانے یہ کیوں مجھے اس وقت یاد آیا ہے۔

کمرے میں چھپ کے اس نے جلائے میرے خط پھر راکھ سارے شہر میں کیسے بکھر گئی (بشکریہ نوائے وقت)